رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۲۸

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر مینیجر یعقوب علی تراب

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان مینی
دوا مینی شفا مینی غرض دار الامان مینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائے گی؟

عوام سے	۳ روپیہ
خواص سے	۵ روپیہ
ہندوستان سے باہر	۷ روپیہ
غیر مذاہب / غیر مستطیع احباب سے	۱ ۱/۲ روپیہ

نمبر ۲۰ و ۲۱ قادیان دارالامان مورخہ ۷ و ۱۴ جون سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدس جلد ۱۴

ضرورت ہے

(۱) دفتر الحکم کے لئے ایک ایسے انٹرنس پاس کی ضرورت ہے جو کسی حد تک دینی لٹریچر سے بھی واقف ہو اور یا کم از کم قرآن مجید کا ترجمہ بھی جانتا ہو اور دفتر کے کام سے واقف ہو۔ ایسے شخص کو جس نے قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پائی ہو ترجیح دیجائے گی تنخواہ اور دیگر شرائط ضروریہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کر لیا جاوے گا۔

(۲) ایک کاتب کی ضرورت ہے۔ جو اردو عربی دونوں لکھ سکتا ہو۔ اور سنگسازی بھی جانتا ہو۔

یعقوب علی مالک کارخانہ الحکم قادیان

الانوار احمدیہ پریس قادیان یعقوب علی مالک و ایڈیٹر و پبلشر

ارے دوڑو !!! جلدی دوڑو

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی لیکر

گھر میں ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی چار آنہ (۴ر) محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کا رنگ بھی شل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں بلد دور ہو جاتی ہیں گھر کے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ۔

محب اطفال اور سر نام اس کالٹس املشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے۔ اس نے ان کے بچوں کو تندرست کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے بڑے شوق سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس املشن کی شناخت نشان ماہی گیر جو کہ طریقہ کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت چار آنہ ہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیے

(۱) اکسیر نمبر ۱	واقعہ مرض ہیضہ	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۲) اکسیر نمبر ۲	واقعہ مرض پیچش	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۳) اکسیر نمبر ۲	واقعہ پیٹ درد	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۴) اکسیر نمبر ۳	برائے جلاب	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۵) اکسیر نمبر ۸	واقعہ کھانسی	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۶) اکسیر نمبر ۱۱	آنکھ کیلئے نہایت ٹھنڈا سرمہ	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۷) اکسیر نمبر ۱۹	گولیاں دافع بخار	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ
(۸) اکسیر نمبر ۱۳	دافعہ داڑھ درد	قیمت فی شیشی	۴ر آنہ

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیوروید یک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس کے مطالعہ کے لئے اوشدہ بالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرما دیں۔

ملنے کا پتہ

کویراج کاشی رام ویدکوی رتن لنگے منڈی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشریٰ

۹ - جون ۱۹۱۸ء کی دوسری ڈاک جو قادیان میں ۵ بجے بعد دوپہر پہنچتی ہے۔ الدار اور مہاجرین قادیان دار الامان کے لیے پشاور سے ایک بشارت لیکر آئی۔
بشارت کیا کہ ایک مثل کی غذا دی ٭ سبحان الذی اخزی الاعادی۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت صاحبزادہ میرزا البشیر احمد صاحب
سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلیٰ میں بیٹا پیدا ہوا جو خاندان احمد میں دوسرا نافلہ (پوتا) چراغ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت احمد مقصود مسیح موعود سے اللہ تعالےٰ نے بہت سے وعدے فرمائے تھے جن میں سے کثرت آپکی زندگی میں پورے ہوئے اور بعض کا ظہور آپکے بعد ہوا۔ اور بہت ابھی ہیں جنکا انتظار ہے۔ ان وعدوں میں سے آپکی ذات اور آپ کی اولاد کے متعلق بھی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپکو مخاطب کرکے فرمایا "تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلجائے گی۔ تیری ذریت منقطع نہ ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی"
ان بشارتوں کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین کو اس نافلہ پوتے کی مبارک ولادت کی مسرت سے مالا مال کیا۔ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اللہ تعالےٰ کے ایک بزرگ نشان اور لوگوں کیلئے آپکی پیدائش اور ترقی ہر پہلو سے اس نشان کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کی ولادت سے چار ماہ پیشتر آئینہ کمالات اسلام میں اللہ تعالےٰ کا کلام ان الفاظ میں آپکے متعلق شائع ہوا "یأتیک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب" اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو یہ وعدہ الٰہی نور بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد کی پیدائش کے رنگ میں پورا ہوا۔ اور آج خدا کا احسان ہے کہ ہم اس موعود بچے کے گھر میں بیٹا پیدا ہونیکی بشارت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور میں اس تقریب پر سب سے اول حضرت خلیفۃ المسیح والسلطان کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں اور پھر حضرت ام المومنین اور حضرت مسیح موعود مغفور کے خاندان کے لیڈر اور احمدی قوم کی امید اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے اولوالعزم حضرت صاحبزادہ میرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب مدفیوضہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پھر حضرت میرزا نواب صاحب اور نانی اماں کی خدمت میں بھی صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ وہ اپنی اولاد کی تیسری پشت کو دیکھیں۔ اللھم زد فزد ٭

بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نو بشیر اپنے بزرگوں کے سایۂ فضل و رحمت میں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی نیم شبی دعاؤں کے ساتھ نہ صرف ماں باپ صرف اپنے خاندان کو بلکہ کل دنیا کیلئے قرۃ العین اور نافع الناس ہونیکے لئے تربیت پائے بڑھے پھولے اور دنیا کے لیے ایک نور اور نشان ثابت ہو۔ اللہ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اسکی حفاظت کریں اور اس کی آمد

فی الحقیقت بشریٰ ہو آنے والے فضلوں کے لیے

ہاں وہ اللہ تعالےٰ کے کلام مجید اور اسکے حقیقی دین اسلام کا درخشاں خادم ہو۔ روح الحق کا سایہ اسکے سر پر ہو اور وہ رکن رکین ہو ان افراد ملّت کا جو حضرت مسعود کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے ہونگے۔ آمین ثم آمین بالآخر میں حضرت مسیح موعود کی دعا پر اسکو ختم کرتا ہوں۔ شعر۔ کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت ٭ کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت ٭ دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ٭ شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو ٭ جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ٭ اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ٭ حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں ٭ با برگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ٭ آمین۔ ہاں اے حریم قدس کے رہنے والو اسوقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کیلئے خاص جوش ہے اور اسحالت میں یہ بھی اپنا مطلب کہ جاتا ہوں مگر ان گھڑیوں میں جبکہ آپکی جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو۔ اور اس عاجز اور اسکی ذریت کو بھی یاد رکھیے اور اس لڑکے کی لاج کرنا ہو لیئے۔ اور کیا میں امید رکھوں

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ چشمے با کنند

طالب دعا احقر العباد یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

مبارکباد - میری طرف سے اور فتح محمد ... صاحب ... کی طرف سے بھی دلی مبارکباد عرض ہے۔ اور درخواست دعا

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد کا خط

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد سلمہ الاحد کا ایک خط میرے محترم مخدوم خانصاحب اکبر شاہ خاں صاحب زاد مجدہ کے توسل سے مجھے ملا ہے۔ میں اس خط کو الحکم میں شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اس کے پڑھنے سے احمدی قوم کو خصوصیت سے بہت ہی سرور حاصل ہوگا۔ کہ وہ اپنے مطاع اور امام موعود مغفور کے صاحبزادہ صاحب بلند اقبال کے خیالات کا اندازہ کرنے کے قابل ہو نگے وہ دیکھیں گے۔ کہ یہ پاک ملکوتی روحانیت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قبلہ اپنی کم سنی ہی میں جو روحانیت کے مدارج حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تربیت کے نیچے طے کر رہے ہیں۔ وہ تو ناظرین سے مخفی نہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی کی آئندہ زندگی کے مقاصد کی جھلک اس خط کو پڑھکر نظر آجائے گی یہ خط سلسلے کے نوجوانوں اور تعلیم الاسلام کے طالب علموں کے لئے خضر راہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے محبوب آقا کی ان یادگاروں کو نظر بد سے بچائے اور ان کے ہاتھوں پر ان تمام امور کی تکمیل ہو جو اللہ تعالےٰ نے ان کے بزرگ اور مقدس باپ ہاں اپنے برگزیدہ بندے اور موعود مسیح والمہدی کی ذریت سے وابستہ کر رکھا ہے۔ یہ بچے ایک قوم کے باپ اور احمدی قوم کی امیدوں کے پورا کرنے والے ہوں۔

میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سے یہ جائز توقع کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے فرصت کے اوقات میں قوم کو ان حقایق سے سرشار کرتے رہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے انہیں دیئے ہیں۔ تو الحکم انکی اشاعت اپنا فخر سمجھے گا۔ میں اس خط کی اشاعت کے لئے خانصاحب مخدوم کا دلی شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے قوم کو ایک بیش قیمت ہدیہ دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم یہاں بفضلہ تعالےٰ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے۔ تو وہاں بھی تمام احباب خیریت سے ہونگے۔ آپ کو تعجب ہوگا۔ کہ یہ خط آور زیادہ واقف کاروں کو چھوڑ کر آپکی طرف جو بھیجا ہے۔ مگر یہ ایک راز ہے جو اپنے وقت پر کھلیگا ابھی تھوڑی مدت تک میں اس کو راز ہی کے جامہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ قادیاں میں تو وارد ہیں۔ پنجاب میں سینکڑوں سکول ہونگے۔ آپ کے کسی بزرگ نے قادیاں سکول کو ان سینکڑوں سکولوں پر ترجیح دی تو کیوں۔ کیا قادیاں میں تمام پنجاب کے سکولوں سے پڑھائی اچھی ہے۔ نہیں؟ بلکہ بیسیوں ہونگے جو اس لحاظ سے اس سے بڑھتے ہوئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپکو قادیاں بھیجا گیا۔ مجھے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اس سے خوب واقف ہونگے تو پھر میرا اس معاملہ کو چھیڑنے سے کیا مطلب۔ میرا قاعدہ ہے۔ کہ میں اپنے احباب کو ہمیشہ ان کے فرائض منصبی کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ یہ میں نے اپنی جان پر فرض کر لیا ہے۔ خواہ کوئی میری سنے یا نہ سنے۔ مگر میں ہمیشہ اپنے کاندھوں سے اس بوجھ کو اتارتا رہتا ہوں جوانی کی عمر عجیب عمر ہوتی۔ اس میں انسانی طاقتیں اپنے پورے زور اور کمال پر ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ شخص جو اس عمر میں اپنی خواہشات پر قابو پاتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔

نبی کریم فرماتے ہیں۔ کہ جس کی جوانی تقوےٰ اور طہارت میں کٹ گئی اس کا بہت درجہ ہے۔ کیونکہ اس وقت نفسانی جذبات پورے زور پر ہوتے ہیں۔ وہ شخص جس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہو۔ اور پھر بھی وہ کسی غریب کے پیٹنے سے پرہیز کرتا ہے ایک بڑا درجہ رکھتا ہے۔ بنسبت اس کے جس کے ہاتھ میں مارنے کا کوئی سامان ہی نہیں۔ پس سنہری موقعہ ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایک بڑا درجہ حاصل کرنے کا۔ نفسانی خواہشات کا مرد بنکر مقابلہ کرو تا خدا کے مقرب اور پیارے بندوں میں سے گنے جاؤ۔ نفس کا گھوڑا بہت سرکش ہوتا ہے۔ سب سے تقوےٰ اور طہارت کی خاردار لگام دو تاکہ اسپر قابو پاؤ۔ ورنہ یاد رکھو وہ تمہیں ایک ایسے تاریک گڑھے میں گرا دے گا۔ جہاں سے نکلنا سوائے خاص فضل خدا کے نہایت مشکل ہوگا۔ اگر اس وقت میرے دردمندانہ نصیحت پر عمل نہیں کرتے اور راہ مستقیم پر نہیں چلتے تو ایک دن آئیگا جب زمانہ خود سیدھا کر دے گا۔ اس وقت کہو گے کہ کسی ہمدرد نے پہلے سے ہی متنبہ کیا تھا۔

مگر میں تمہیں ابھی سے ہی کہہ دیتا ہوں کہ ؎

گر نہیں سنتے قول اب میرا

پھر نہ کہنا کہ کوئی کہتا تھا۔

میری خواہش ہے کہ تم لوگ اس خدا کی طرف جھکو جو خالق ارض وسما ہے۔ کسی فانی چیز پر بھروسہ نہ کرو صرف اسی سے مدد مانگو جو منبع ہے ہر ایک فیض کا چشمہ ہے ہر ایک رحمت کا اس کی مدد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا پس اسی کی رضا چاہو اگر وہ راضی ہے تو پھر کسی کا ڈر نہیں۔ ہر ایک چیز اس کے حکم کے ماتحت چلتی ہے۔ کون ہے جو اسکی سلطنت کے باہر بھاگ سکے۔ مگر افسوس کہ ہیں۔ جو نصیحت پکڑتے ہیں۔ دنیا اندھی ہو رہی تم کو چاہیے کہ آنکھیں کھولو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ وہ کہتا ہے کہ جو کسی طرف چلکے آئیگا تو وہ اسکو بھاگ کے ملیگا۔ پس مبارک وہ جو اس بات پر ایمان لائے لوگ دنیا کے دھندوں میں گرفتار ہیں۔ اور اسی کے کاموں میں دن رات محو رہے ہیں۔ پس موقعہ ہے کہ تم روحانی کاموں میں مصروف ہو۔ لوگ خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ پس موقعہ ہے کہ تم جاگو اور ہشیار ہو جاؤ۔ اٹھو کہ میدان خالی ہے کچھ کوشش کرو تا تمہارے درجات بلند ہوں۔ کوئی ہے؟ جو اس غریب الوطن کی صدا کو ہوش کے کانوں سے سنے۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا صرف یہ کہ تم میری اس بات کو مانو۔ میری خواہش ہے کہ ہماری تمہاری نسلیں تمہارے نمونہ پر چلنے کو فخر سمجھیں۔ خدا کرے کہ تمہارے نام تا روز قیامت ستاروں کی طرح آسمان پر چمکیں۔ خدا کرے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا بولنا چپ رہنا چلنا مقام کرنا صرف خدا کے لئے ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ دین کی طرف جاؤ گے تو دنیا ہاتھ سے جائیگی

بلکہ اگر تم دین کی طرف آؤ گے تو دنیا خود حاصل ہو جائیگی۔ دیکھو مسلمانوں نے شروع میں دین کو مضبوط پکڑا تو کیا دنیا ان کو نہیں ملی بلکہ بڑے بڑے ملکوں کے بادشاہ ہوئے ہاں جب دین کمزور ہوا تو دنیا چھن گئی۔ اپنا معاملہ خدا سے درست کرو۔ اور اگر پھر کوئی ناراض ہوتا ہو تو کوئی پروا نہیں۔ خدا کا مقابلہ کون کر سکتا ہے وہی جو ہلاک ہونا چاہے۔ پس ہلاکت سے بچو۔ کسی کی طرف سے اپنے دل میں کینہ مت رکھو کیونکہ کینہ توز کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہمیشہ دشمنی کی آگ سے جلتا رہتا ہے گویا کہ اس کے سینے میں دوزخ کی آگ کام کرتی ہے۔ بڑوں کی فرمانبرداری کرو کہ اس میں برکت ہے وہ جس کے دل میں فرمانبرداری کا مادہ نہیں۔ کبھی کسی درگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا تک پہنچو تو اطاعت کو اپنا عین فرض منصبی قرار دو۔ نافرمانی کی تباہ کن مرض سے بچو یہ ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ اپنے بیجا غضبوں کو روکو کہ یہ بھی کم مہلک نہیں۔ غضب بھی عجیب حرکتیں کراتا ہے اپنے دلوں سے تملق کو نکال دو کہ یہ نامردوں کا کام ہے۔ ضد بھی ٹھیک نہیں۔ صاف دل انسان ہمیشہ عزت پاتا ہے۔ سستی کو دور کرو کہ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔

Momen should always be on the alert.

مومن کو ہمیشہ چست ہونا چاہیئے۔ اپنے وعدوں کا ایفا کیا کرو۔ اور اپنے اقوال کا پاس رکھا کرو کہ اس کے سوا اعتبار قائم نہیں رہتا۔ بدظنی کو اپنے دلوں سے نکال دو کہ یہ انسان کی ٹھوکر کا سبب ہوتی ہے۔ آپس میں محبت کو بڑھاؤ کہ اس سے الٰہی رحمات کا نزول ہوتا ہے لغو عادات کو چھوڑ دو کہ مومن ان سے بچتا ہے بد صحبت سے بچو کہ اس کا اثر بہت برا ہوتا ہے۔ جوانی کی عمر پر بھروسہ نہ کرو کہ موت جوانی کو نہیں دیکھتی کچھ کر لو کیا معلوم کہ کب موت آجاوے۔ بدزبانی سے بچو کہ اس سے تقوے اور طہارت کو نقصان پہنچتا ہے ہمدردی کرو تا لوگ تم سے ہمدردی کریں۔ بڑوں کی عزت کرو۔ تا کہ چھوٹے تمہاری عزت کریں چھوٹوں کا لحاظ کرو تا بڑے تمہارا لحاظ کریں۔ خدا کرے تم ایسا ہی کرو۔

ہمارا داخلہ دوسری تاریخ کو ہوگا ابھی اسباب کا فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ بورڈنگ میں رہوں کہ باہر۔ یہ خط عبدالغفور بیگ ناز کو پڑھکر دے دیں۔ کہ وہ دوسرے آپ کے کلاس فیلوز کو سنا دیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض اسپر تمسخر کرینگے۔ اور سننے میں کوتاہی کریں گے۔ مگر میں انکو متنبہ کرتا ہوں کہ ایسی بے پرواہیاں کفر تک نوبت پہنچا دیتی ہیں۔ مگر ایسے احباب کی خوشی۔ جبر تو کر ہی نہیں سکتا۔ ہاں میں اس فرض منصبی کو ادا کرتا ہوں اور اس بوجھ سے سبکدوش ہوتا ہوں اس خط کو یہ دعا کرتا ہوا ختم کرتا ہوں کہ خدا تمہارے ساتھ ہو آمین۔

(مرزا بشیر احمد)

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

اپنی نسبت

میری اپنی صحت بھی اچھی نہیں ہے اور ابھی تک بھی نہیں بخار کے علاوہ دردسر کا عارضہ تکلیف دہ ہے۔ ایسا ہی بعض بچوں کی علالت میرے قلم اور ہاتھ کو کام سے روکے ہوئے ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ جو کچھ بھی کر رہا ہوں۔ اسی سوء مزاج میں یہ بھی خدا ہی کا فضل ہے۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

میں نے مارچ کے الحکم میں "اصلاح خیر" کے عنوان سے مسلمانوں کو متوجہ کیا تھا کہ وہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے موجودہ تنازعہ میں دخل دیکر منازعات کے سلسلہ کو صلح سے طے کرا دیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ جھگڑا طے ہو گیا یا طے ہونے کو ہے۔ بشرطیکہ ہمارے اخبار نویس بزرگ اس معاملے کو طے ہو جانے دیں۔ لاہور سے ایک جدید اخبار ملت کا اجرا ہوا ہے جو مولوی انشاء اللہ خان صاحب کے برادر عزیز کی ایڈیٹری سے شائع ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں قومی احساس پیدا کرانے والے جتنے بھی پرچے ہوں تھوڑا ہے مگر ملت کی پالیسی انجمن حمایت اسلام کے متعلق قابل افسوس ہے۔ انجمن کے ممبر اور ملت و وطن کے ایڈیٹر صاحبان ہمارے ساتھ جو تعلق اخوت اسلام کا رکھتے ہیں ہم جانتے ہیں۔ مگر اس خدا لگتی بات کو کہنے سے میں کبھی نہیں رکونگا۔ کہ انجمن کے چلتے ہوئے کام کی راہ میں کسی قسم کا روڑا اٹکانا سخت نفرت کے قابل بات ہے۔ جب کہ بورڈ آف آربیٹریشن قائم ہو چکا ہے تو اس کا جو کچھ بھی فیصلہ ہو اسپر اعتماد ظاہر کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق ابھی سے مختلف قسم کی رائے زنیاں کرنا اور اس کے فیصلہ کی اشاعت پر مزید رائے زنیوں کے وعدے دینا سراسر خلاف ہے۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے۔ کہ ملت اور اس کے موید اسی صورت میں مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ بورڈ کا فیصلہ بالکل انکی مرضی کے موافق ہو یہ طریق نہایت نفرت کے قابل ہے۔ اور اس سے بورڈ کی تضحیک ہے بورڈ جو کچھ فیصلہ کرے۔ اسے اطمینان کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ اور اگر عملدرآمد میں آکر اس فیصلہ میں کوئی نقص یا کمزوری نظر آوے۔ تو اس کی اصلاح اسوقت ہو سکتی ہے قبل از مرگ واویلا درست نہیں۔ یہ مشکلات ہیں جو مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت رہنے کی ضرورت بتلا رہی ہیں۔ اگر اس اسوہ کو مسلمان ہاتھ سے نہ دیتے تو ان خرابیوں کا شکار نہ ہوتے خدا انکی حالت پر رحم کرے (آمین)

ایک شیعی بزرگ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری

فرمان علی ممتاز الافاضل کوئی شیعی بزرگ پٹھیٹی کے ایک مدرسے میں مدرس ہیں وہ ایڈیٹر اہلحدیث کے نام کھلی چٹھی بھیجکر الحکم میں اسکی اشاعت چاہتے ہیں۔ ممتاز الافاضل صاحب نے غالباً یہ سمجھ لیا ہے کہ امرتسری منکر چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دشمن ہے۔ اس لیے اس کی تذلیل اور تضحیک کے لیے الحکم کو ذریعہ بنانا آسان ہوگا۔ الحکم ایسی بیہودہ اور قابل نفرت حرکت کرنے سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری سے ہماری مخالفت محض حق کے لیئے ہے جن امور میں وہ ہمارے ساتھ اختلاف رائے نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ہم عقیدہ ہے اور اسی کو ہم بھی حق

یقین کرتے ہیں۔ تو محض اسوجہ سے کہ وہ ہماری مخالفت کرتا ہے۔ اس کے ہر دشمن کی تحریر کو ہم چھاپ کر اس کی ہنسی اڑائیں اس سے بڑھ کر دنائت اور نفسانیت کیا ہوگی؟ شیعی عقاید جن کی صحت کے لئے ممتاز الافاضل ثناءاللہ کو چیلنج کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ نہایت بودے اور کمزور ہیں۔ اور احمدیت نے یا اسلام نے ہمیں ہرگز نہیں سکھایا کہ الحب للہ والبغض للہ کے خلاف کریں۔ میں ممتاز الافاضل کی تحریر کو اسی بنا پر چھاپنا سبک سری اور خلاف اخلاص سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ خلافت راشدہ حقہ جسطرح پر واقع ہوئی اسی طرح واقعہ ہوئی ہے۔ اس کے خلاف ہاتھ پاؤں مارنا فضول اور بیہودہ امر ہے۔ اور اسوقت مسلمانوں کو ایسی بحثوں کی حاجت بھی نہیں۔ اب تو وقت ہے۔ اظہار اسلام کا قرآن مجید کے حقایق کی اشاعت کا۔ نہ پچھلی خلافتوں کے جھگڑوں کا۔ تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت پر عمل کرو۔

امرتسری منکر اور الحکم

میں نے عرض ہے

امرتسری منکر کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ وہ کچھ وزن اور وقعت کے قابل ہوتی ہیں۔ نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ انہیں ہزل اور تمسخر کے سوا سنجیدگی کو دخل نہیں ہوتا۔ لیکن ۔ جبکہ اسنے متواتر ایک دو مرتبہ مجھے مخاطب کیا ہے۔ تو ضرور [illegible] ہوں کہ اس کی بات کا جواب دوں۔

معزز ہمعصر بدر نے کبھی شائع کیا تھا۔ کہ اللہ تعالے نے ہماری جماعت کو حقایق اسلام بیان کرنے میں ممتاز کیا ہے اور اگر ہمارے مخالف چاہیں۔ تو اسکا مقابلے سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے مضمون کا ایسا ہی مفہوم تھا۔ اسپر امرتسری منکر اور اس کے رفیق سیالکوٹی نے مقابلہ کا اعلان کیا بدر نے نہیں معلوم کیوں انکی اس دعوت کی پرواہ نہ کی۔ اس پر اہلحدیث نے اپنے بازاری لٹریچر میں بڑی ڈینگ مارتے ہوئے مجھے مخاطب کرکے لکھا کیا الحکم اسپر کچھ لکھیگا کیوں؟ ؎

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اس مصرعہ کے متعلق جو قانونی حقوق مجھے حاصل ہیں۔ ان کو تو میں ضرورتاً محفوظ رکھتا ہوں۔ اب پھر ۲۳ رجون کے اہلحدیث میں امرتسری منکر اسی فقرہ کو دوہراتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ میں اس گفتگو کو جو دفتر اہلحدیث میں ہوئی یہاں درج کروں۔ ہاں میں نے بے شک یہ کہا تھا کہ آپ کے مطالبہ کا جواب انہیں دینا چاہئے اور نہ دینے کے وجوہات بھی وہی بتا سکتے ہیں۔ مگر امرتسری منکر اس مقابلہ کے لئے سخت حریص معلوم ہوتا ہے میں اب بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ معزز بدر نے کس بنا پر اس اعلان کو شایع کیا۔ اور کیوں اپنی دعوت کو انہوں نے مسترد کر دیا۔ مگر میں بجائے خود جو کچھ اس مقدمہ میں اپنی رائے رکھتا ہوں اس کا اظہار نصح دینی کے خیال سے کئے دیتا ہوں۔

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حقایق قرآن مجید اور دلائل حقیقت اسلام کے بیان میں ایک اعجازی قوت دی ہے اور انہیں کی زبان پر اس نے معارف کے چشمے جاری کئے ہیں۔ اس سلسلہ کے پیشوا اور امام مغفور نے جو کتابیں تائید اسلام اور حقیقت اسلام میں لکھی ہیں۔ وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ پھر اس کے موجودہ امام کو جو قوت اور اعجازی بیان حقایق قرآن کے لئے اللہ تعالے نے دیا ہے اسے دشمنوں تک نے تسلیم کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس کی تفسیر قرآن کو سنا اس نے کہا کہ یہ حقیقت قرآن کی اب معلوم ہوئی اس پر نور الدین۔ تصدیق فصل الخطاب شاہد عدل ہیں۔

یہ تو امام اور مسلم ثبوت بزرگ ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور تائید اور روح القدس کے وسیلہ سے حقایق کا چشمہ جاری کیا۔ میرے جیسے ایک محض بے علم آدمی نے حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے تفسیر القرآن میں سورۃ بقر کی تفسیر اور ترجمۃ القرآن کے رنگ میں پانچ پاروں کا ترجمہ معہ تفسیری نوٹوں کے شایع کیا۔ اس تفسیر کو غیر احمدی ججوں اور یورپ کے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں نے بے حد پسند کیا۔ اور ایک مسن مسلمان مجسٹریٹ [illegible] وہی تفسیر [illegible] لائی۔ یہ امور میں نے محض تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کئے ہیں۔ پس اگر امرتسری منکر اور اس کے رفیق سیالکوٹی کو کوئی مقابلہ کرنا ہی تھا۔ تو اس سے کرتے ۔ مگر وہ کہیں گے۔ کہ دعوت تقریر میں ہے۔ بہت اچھا یہ مقابلہ بھی ہو چکا اور اب کیوں اس کا رونا رویا جاتا ہے۔ پنجاب کے بڑے شہروں میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے جو جلسے ہوئے ہیں۔ انہیں احمدی قوت بیان کا اندازہ ہو چکا ہے۔ اور خصوصاً سیالکوٹ میں تو ایک ہی مضمون پر بھی طبع آزمائی ہو چکی۔ امرتسری منکر کے سیالکوٹی رفیق نے سیرت نبی کریم پر لیکچر دیا اور وہیں میرے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی سیرت نبی کریمؐ پر لیکچر دیا اس کے متعلق امرتسری منکر وہاں کے ہی فہم مسلمانوں سے پوچھ لے اگر اسے شبہ ہے کہ قوت و فصاحت بیان کے علاوہ تقسیم مضمون ترتیب اور پھر سیرۃ کا فلسفہ اور نبی کریم کی سیرۃ کا آئینہ کون پیش کر سکا سیالکوٹی رفیق یا خواجہ صاحب۔ پھر جالندھر میں خود امرتسری منکر کو ہی موقعہ مل گیا۔ وہاں بھی خواجہ صاحب کا لیکچر ہوا۔ اور جو قبولیت اور عزت ہوئی۔ وہ امرتسری منکر کو بھی معلوم ہے۔ اور جب وہ خود وہاں لیکچر دینے کے لئے گیا۔ اور ان لوگوں سے ملکر لیکچر دینے کی خواہش کی جنہوں نے خواجہ صاحب کا لیکچر کرایا تھا۔ پھر جو جواب اسے ملا ہے۔ وہ اگر دیکھیں صادقین کا سچا ممبر ہے۔ تو خدا کی قسم کھا کر شائع کر دے۔ پس اس مقابلہ کا فیصلہ پبلک خود کر لیگی۔

میرا جواب تو یہی ہے۔ میری دانست میں اس مقابلہ کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی ہے۔ حق کھل گیا ہے اور پنجاب کی سمجھدار اور تعلیم یافتہ دنیا واقف ہو گئی ہے کہ حقایق کا دریا کہاں بہتا ہے۔ اور اب تو اسکی لہر پنجاب سے نکل کر ہندوستان کی طرف بھی جا پہنچی ہے۔

آپ کو اپنی قرآن دانی حقایق و معارف کے بیان پر وثوق اور قدرت ہے تو آپ شوق سے شہر بشہر پھر کر لیکچر

دیں۔

چشم بد دور خوش طبع باشاد

مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ آپ اس مضمون پر تاویلیں بلکہ اداکاری اور شعر خوانی سے آگے آپ نہیں جا سکتے۔ رہا شان میرزا پر لیکچر دینے کے لئے جلسہ کرنا اسکی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ بقول تمہارے زمانہ آپ فیصلہ کریگا۔ امید وار بود صدا نید۔

انگریزی میں ترجمہ القرآن

انگریزی میں ترجمۃ القرآن کی ضرورت

تو ایک مسلم امر ہو گیا ہے۔ ندوۃ العلماء نے اعلان کیا ہے کہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ہر حال میں مسرت کا موجب ہے۔ لیکن یہ اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک کام جب کہ شروع کیا جا چکا تھا اور ندوہ کے نوٹس میں بھی لایا گیا تھا۔ پھر اگر محض نمائش اور تکلیف نہیں تھا۔ بلکہ اخلاص اور خدمت اسلام مقصود تھی۔ تو ندوہ کو اس کام میں تہا مجمع شریک ہو جانا چاہئے تھا۔ باوجود اس علم کے کہ قادیاں میں قریباً دو سال سے یہ کام شروع ہے۔ اور خاموشی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ندوہ کا اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے میدان میں نکلنا مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کے غلط استعمال کی جرات ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کام کو نہ ندوۃ کی عداوت کے خیال سے اور نہ مسلمانوں سے کوئی سارٹیفکٹ لینے کی نیت سے اس کام کو شروع نہیں کیا بلکہ سلسلہ کا فرض ہے۔ کہ وہ خدمت اسلام کے لئے جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے۔ کرے پس ہمارے یہاں جو ترجمہ ہو رہا ہے۔ وہ انشاء اللہ ہو رہا ہے۔ اور اپنے وقت پر شائع ہوگا۔ ندوہ اب بھی اگر مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کا غلط استعمال کرنا نہیں چاہتا تو اسے مناسب ہے کہ وہ اس سوال پر بکرر غور کرے۔ ترجمۃ القرآن کے متعلق ہر کسی پچھلے نوٹ کے متعلق مولوی سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن نعمان المسلمین کی جو چٹھی آئی ہے۔ میں انشاء اللہ کسی اگلی اشاعت میں شائع کرونگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام قادیان ہائی سکول۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی مقبولیت کی وجہ سے عام شہرت حاصل کر رہا ہے۔ مدرسہ میں طلبا کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ اور بورڈر پونے دو سو کے قریب اور اب ایسی حالت ہو رہی ہے۔ کہ بورڈنگ ہوس میں قریباً جگہ کا ملنا بہت مشکل ہو رہا ہے تاہم کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ کسی طرح پر لڑکوں کے لینے سے انکار نہ کرنا پڑے۔ قادیاں ایک گاؤں ہے۔ اور پہلے ہی مکانات کی قلت ہے اور اب بورڈنگ ہوس کے لئے ایسے فراخ مکانات کا ملنا تو قطعاً محال ہے۔ اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ نئی زمین میں جو بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اسے جلدی مکمل کیا جاوے اور یہ امر منحصر ہے روپیہ کی فراہمی پر۔ صدر انجمن کے دفتر جو سرکلر چندہ تعمیر کے لئے شائع کی گئی ہے۔ اس پر فوری عمل در آمد اس مشکل کو حل کر سکتا ہے موسمی تعطیلات غالباً جولائی میں ہونگی اور تعطیلات سے واپس آنے پر ارادہ ہے وہ ارادہ کیا ضرورت ہی ایسی آ پڑی ہے کہ بورڈنگ ہوس کو باہر منتقل کیا جاوے۔ اس لئے قومی فرض شناس بزرگ اس طرف توجہ کریں۔

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ توجہ فرماویں

احمدی قوم میں (جو گورنمنٹ انگلشیہ کی ایک فرمانبردار اور وفادار جماعت ہے) یہ خبر نہایت افسوس اور دلی رنج سے سنی گئی کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ نے خواجہ کمال الدین صاحب بی اے۔ ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ کے پبلک لیکچر کو نقض امن کے اندیشہ سے بند کر دیا۔

احمدی قوم صاحب موصوف کے اس حکم کو محض اس نیک خیال سے کہ انہوں نے امن عامہ کے قیام کے لئے ایسا حکم صادر فرمایا نہایت ادب اور دلی جوش سے اسکی فرمانبرداری کو اپنا فرض جانتی ہے۔ لیکن جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ صاحب موصوف کو صحیح واقعات نہیں پہنچائے گئے ہیں سہل انگاری اور محض قیاسات سے کام لیا گیا ہے تو ہمیں سخت صدمہ اور دکھ ہوتا ہے۔ کہ ہماری پوزیشن کو پیش کرنے میں ہم پر ظلم کیا گیا ہے۔ اس لئے میں بحیثیت احمدی قوم کا ایک خادم ہونے کے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ کو توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے حکم کی نظر ثانی کریں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ واقعات کی کی موجودگی میں برٹش تاج کا ایک ذمہ دار آفیسر نہایت فیاضی کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لینے کے لئے طیار ہوگا۔

احمدی قوم کے کسی بھی فرد سے پنجاب بھر میں جو اس تحریک کا مرکز ہے کبھی بھی نقض امن کا اندیشہ اور خوف نہیں کیا گیا۔ بیانتک کہ پنجاب کے سرحدی اضلاع پشاور اور راولپنڈی وغیرہ میں بھی احمدی جماعتیں نہایت امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کا مغفور پیشوا اپنی قوم کو ہمیشہ گورنمنٹ کی وفاداری اور امن عامہ کے قائم رکھنے کی ہدایت کرتا رہتا تھا۔ اور یہی ہدایت اس کا سچا خلیفہ اور موجودہ امام و پیشوا ہمیشہ کرتا رہتا ہے اور یہ باتیں تحریروں تک ہی محدود نہیں بلکہ عمل رنگ میں واقعات سے اسکی تائید ہوتی ہے

پھر خواجہ کمال الدین صاحب جنکے لیکچر کے متعلق ایسا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کوئی آدمی ایسا نہیں جنہوں نے اپنے لیکچروں کا سلسلہ لودیانہ ہی سے شروع کیا ہو۔ خواجہ صاحب کے لیکچر فیروزپور، راولپنڈی۔ کوہاٹ جہلم۔ گجرات سرگودہا۔ بھیرہ۔ سیالکوٹ۔ میرٹھ، دہلی۔ جالندھر وغیرہ متعدد مقامات میں ہو چکے ہیں۔ اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ احمدی تحریک کا زبردست لیکچر کہلاتے جیسی جگہ بھی معزز لیکچرار کے لیکچر کے محرک احمدی نہ تھے بلکہ

غیر احمدی مسلمان تھے۔ اور ان لیکچروں میں آنے والے لوگوں کی تعداد سینکڑوں تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ہزاروں آدمی انہیں شامل ہوتے رہے۔ اور حاضرین میں معمولی اور ناخواندہ لوگ نہ تھے۔ بلکہ وہ جو شہر کی ناک اور تعلیم یافتہ طبقہ میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے ان لیکچروں کے سننے والے تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ ہی کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے۔ مثلاً ہمارے مخالف کہتے ہیں۔ کہ ایک خونی مسیح اور مہدی آخری زمانہ میں آئیگا۔ جو تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلائیگا۔ اس کے مقابلہ میں احمدی تحریک کا یہ مذہب ہے۔ کہ ایسا کوئی مہدی اور مسیح آنیوالا نہیں تھا۔ بلکہ اسی امت کے ایک کامل فرد کے آنے کی پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہوگئی۔ اب آیندہ کسی مہدی اور مسیح کا انتظار نہیں۔ مسیح اور مہدی آچکا۔ اور اسکا کام اسلام کے حقایق اور روحانی برکات کے ذریعہ تبلیغ کرنا۔ اور اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں کامل اور خدائی دین ثابت کرنا تھا۔

ایسا ہی ہمارے مخالف کہتے ہیں۔ کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ مر گیا۔ اور دوسرے راستبازوں کی طرح اٹھایا گیا۔ مگر باوجود اس اختلاف کے راولپنڈی اور کوہاٹ جیسے شہروں میں خواجہ صاحب کے لیکچروں کو ہندو مسلمان پبلک نے نہایت توجہ اور عزت سے سنا۔ اور پاینیر جیسے معزز اور نیم سرکاری اخبار کے نامہ نگار نے اس لیکچر کو پسند کیا اور اسپر خوشنودی کا اظہار کیا۔ ایسی حالت میں میں صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لودہانہ کے اس حکم کے صدور کا باعث صرف اس رپورٹ کو یقین کرتا ہوں جو سررشتہ پولیس لودہانہ نے کی۔

اس لئے میں نہایت ادب سے اسی راز کو کھولنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ دراصل لودہانہ پولیس میں قاضی فضل احمد صاحب انسپکٹر ایک ایسے شخص ہیں جنکو سلسلہ احمدیہ سے سخت دشمنی اور عناد ہے اور یہ عناد اس درجہ تک ہے کہ انہوں نے سلسلہ کی مخالفت میں ایک خاص کتاب کلمہ فضل رحمانی لکھی۔ اسی مخالفت کے جوش میں اگر خواجہ صاحب کے لیکچر سے کسی قسم کے نقض امن کا اندیشہ انہیں نظر آئے۔ تو ناممکن نہیں۔ مگر قابل غور سوال یہ ہے کہ لودہانہ میں حضرت مرزا صاحب مغفور بانی سلسلہ کا مباحثہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی سے ہوا اور اس وقت ہوا جبکہ احمدی تحریک کا آغاز تھا۔ اور لودہانہ میں وہ لوگ موجود تھے۔ جنہوں نے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر اس حالت میں بھی کسی قسم کا نقض امن نہوا بلکہ اسوقت صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ نے اپنے خاص مراسلہ کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب کو لودہانہ میں قیام لودہانہ کے متعلق شرح صدر سے تحریر فرمایا پھر اب جبکہ زمانہ قریباً انیس برس آگے نکل گیا ہے۔ اور وہ تفرقہ کم ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں نقض امن کا اندیشہ وہم سے زیادہ وقعت دینے کے قابل نہیں جب تک قاضی فضل احمد صاحب لودہانہ میں ہیں۔ ممکن ہے انکی رائے میں نقض امن ہو سکے سوا پنجاب کے سرحدی شہروں تک میں تو یہ لیکچر امن سے ہوئے

ان تمام امور کے علاوہ دو باتیں اور قابل غور ہیں اول یہ کہ لیکچر کا مضمون کیا ہے۔ ؟ خواجہ صاحب کے لیکچر کا مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہوتا یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات یا قرآن کریم کی اس زمانہ میں کیا ضرورت ہے۔

میں نہیں سمجھ سکتا اور نہ کوئی اور خیال کر سکتا ہے کہ یہ مضمون نقض امن کا موجب ہیں۔ دوم نقض امن کرنے والوں کو بلایا کس نے ہے ایک شخص گورنمنٹ انگلشیہ کی عطا کردہ آزادی سے کام لیکر اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔ اور اسپر کہا جاتا ہے کہ اس سے نقض امن ہوگا۔ یہ فلسفہ گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول قانون کے سامنے تو میں نہیں سمجھتا کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص نقض امن کرنے والا ہوتا تو اسکو روکنا پولیس کا کام ہے۔ ہم لودہانہ پولیس کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ دوسرے شہروں کے تجربے سے فائدہ اٹھائے اور ایسا ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودہانہ کی انصاف پسند طبیعت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اس حکم کی نظر ثانی واقعات بالا کو مدنظر رکھکر فرماویں گے اور لاکھوں آدمیوں کی ایک وفادار جماعت کی دلشکنی روا نہ رکھیں گے

ہم خود برٹش لا کا احترام کرتے ہیں۔ اور تاج برطانیہ کے تمام قوانین کی پابندی اپنا فرض سمجھتے ہیں یہ امور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن ہاں ہم اس جائز حق سے کسی صورت میں محروم کئے جانے کے سزاوار نہیں۔ جو لودہانہ کے پبلک لیکچر کے متعلق روا رکھا گیا ہے۔ احمدی قوم بالکل یقین رکھتی ہے۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ نے اپنے حکم کے نفاذ میں پارٹی فیلنگ سے متاثر ہوکر کام نہیں کیا بلکہ ان واقعات کی بنا پر وہ ایسا حکم دینے پر مجبور رہتے جو انکے سامنے رکھے گئے مگر ہم ان واقعات کو صحیح تسلیم کرنے کو طیار نہیں۔ کیونکہ گذشتہ پچیس سال کا تجربہ اور خاص خواجہ صاحب کے لیکچروں کے متعلق گذشتہ دو سال کا تجربہ بتا رہا ہے کہ جو شبہ لودہانہ میں کیا گیا وہ محض غلط ہے۔ لودہانہ کی فاحشہ عورتوں کو شہر بدر کرنے میں جس اخلاقی سپرٹ کا وہاں کے صاحب ضلع نے اظہار کیا ہے۔ وہ ہمیں امید دلاتی ہے۔ کہ اس حکم پر نظر ثانی کرنے میں انہیں تامل نہیں ہوگا۔ اور اس حکم کو مسترد کرنے میں فیاضی سے کام لیں گے۔

ایڈیٹروں کو فہمایش

ہفتہ مجدد۔ ہند اور اوجن کے ایڈیٹروں کو لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلا کر فہمایش کی کہ وہ ہندو مسلمانوں کے دل دکھانے والی تحریروں سے آیندہ احتراز کریں۔ پچھلے دنوں میں نے المجدد کی ایک تحریر پر اظہار بیزاری کیا تھا۔ اور مسلمانوں کو بھی آگاہ کیا تہا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریروں سے اگر اظہار نفرت کریں تو ایسا لٹریچر ملک میں اشاعت نہیں پا سکتا۔ اوجن نے اس فہمایش کو اپنی دانش کا نتیجہ قرار دیا۔ اور اسے اپنی کامیابی بتایا ہے۔ مجھے اس سے کچھ بحث نہیں جن ناپاک لٹریچر کو اسنے پہلاہے یا وہ عدالتوں میں چھانا جا رہا ہے۔ مگر اسی مضمون میں اس نے ایک اور حملہ کیا ہے۔ کہ قادیان اور دہلی کے بعض پرچہ اس قابل ہیں۔ جو انپر گورنمنٹ نظر عتاب ڈالنے پر مجبور ہوگی۔ اوجن کی اس دل آزار تحریر کا جواب وقت دیگا۔ اور ایسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ بالکل ہیچ ہے۔ ؎

گر ہما از جہان شود معدوم
کس نیاید بزیر سایۂ بوم

قادیان کے اخبارات کا لب و لہجہ ہمیشہ سلامتی اور امن کا لہجہ ہے اور ہندو و مسلمانوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے میں قادیان کے اخبارات خصوصاً الحکم نے جو حصہ لیا ہے۔ وہ اس کے قایل بنائیں گے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج کے اس لٹریچر نے جو مختلف مذاہب کے ہادیوں کے خلاف اس نے شایع کیا ہے۔ اور خصوصاً اسلام کے خلاف دل آزار حملے کرکے مسلمانوں کو بھڑکایا ہے۔ اسکا جواب دینے میں کبھی ہم نے پہلو تہی نہیں کیا۔ اور قانونی حدود کے اندر رہکر اپنے جایز حقوق سے جو گورنمنٹ نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ فایدہ اٹھایا ہے۔ اگر اوجن کا یہ منشا ہے کہ وہ دل کھول کر گالیاں دے اور اسکا جواب نہ دیا جاوے تو یہ نہیں ہو سکے گا۔ ؎

آسمان پر مت تھوکو تا کہ تمہارا منہ آلودہ نہو ہم ملک میں صلح اور امن کی تعلیم کو پہیلانا چاہتے ہیں۔ اور آشتی اور دوستی کے قانون کا نفاذ چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی ہی کو چاہتا ہے اور صلح عالم اس کا مقصد اعظم ہے پھر ہمارا سلسلہ خصوصیت سے جمالی رنگ لیکر قایم ہوا ہے ہمارے امام نے آخری وقت دنیا کو پیغام صلح دیا۔

ہے۔

بہر حال اوجن کی اس رخنہ اندازی کی قادیانی پرچے پروا نہیں کرتے انکا ماٹو ہے ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نیکیاں اور بدیاں

ان الحسنات یذھبن السیئات

؎

نیکیوں سے دور ہو جاتی ہیں یوں بدیاں اسطرح
دور ہو جاتی ہے ظلمت روشنی سے جسطرح

قرآن مجید کی اس مقدس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یا یہ کہ جب انسان نیکی کرتا ہے۔ تو بدیاں خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔

قرآن مجید کا یہ فلسفہ چنداں یا مزید استدلال کا محتاج نہیں ہے کیونکہ ایک صاف بات ہے جب کوئی فرد بشر یا کوئی انسان نیکیوں کا عادی ہوتا جاتا ہے تو بدیاں خود بخود ہی جہٹتی جاتی ہیں۔ اور نیکی کی روشنی میں انسان اس مرحلہ پر آتا جاتا ہے کہ نیکی اور بدی میں کتنا فرق ہے اور دنیا میں ہکر کس شرح کی عملی رنگ میں واقعی ضرورت ہے۔ اور یہ کہ نیکی کی طاقت زیادہ ہے یا بدی کی ؟ بیشک ! معترض یہ کہ سکتا ہے کہ جیسے نیکیاں بدیاں دور کر دیتی ہیں لیسے ہی بدیوں سے بھی بعض اوقات نیکیاں کمزور اور دور ہو جاتی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نیک اور شریف انسان جب کبھی رفتہ رفتہ نیکیوں کے مقابلہ میں بدیوں کا عادی ہوتا جاتا ہے تو نیکیاں خود بخود کمزور پڑتی جاتی ہیں یہاں تک کہ نیکی کی حس ہی ماری جاتی ہے۔

یہ بات یا یہ صورت ثابت کرتی ہے کہ نیکیوں میں بمقابلہ بدیوں کے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ بدیاں نیکیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ تو کیوں استحالہ لازم نہیں آسکتا ہے اور نہ یہ کہ جا سکتا ہے۔ کہ نیکی کی قیمت بدی سے زیادہ ہے۔

ہم اوپر کی عملی صورتوں سے انکار نہیں کریں گے۔ لیکن یہ ضرور کہینگے۔ کہ نیکی اور بدی کی قیمت اور وسعت یا طاقت ایک نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ جس جامعیت سے نیکی بدی کا ازالہ کر سکتی ہے اُسی جامعیت سے بدی نیکی کا ازالہ نہیں کرتی ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے۔

جس طرح نور ضیا اور روشنی ایک حقیقی ہستی ہے۔ اور ظلمت ایک عارضی سلسلہ ہے۔ اسی طرح نیکی فطرتی ہے اور بدی عارضی یا کسبی جب روشنی کا سامان ہوتا ہے۔ تو ظلمت بالکل دور ہو جاتی ہے اور تاوقتیکہ روشنی یا نور باقی ہے ظلمت کا وجود کچھ نہیں دیتا۔ خلاف اسکے ظلمت اُسی وقت اپنا سایہ ڈالتی ہے جب روشنی نہ ہو۔

چونکہ نیکی یا نیکی کا خیال فطرتی ہوتا ہے۔ اور بدی عارضی یا کسبی۔ اسواسطے نیکی کی قیمت اور وسعت بہرحال زیادہ اور مستقل ماننی پڑیگی۔ دنیا میں جو کچھ موجود ہے یا جو کچھ یہ چیز ہستی آچکا ہے۔ وہ سب صدق اور راستی پر جھوٹ اور کذب نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ نیکیوں کیساتھ ساتھ کسی نہ کسی حد تک بدیاں بھی پائی جاتی رہیں۔ یا ان کا بھی نشو و نما ہوتا رہے لیکن جب ایک ہی وقت میں ظلمت اور روشنی کا سامان ہو تو انسان کی توجہ روشنی ہی کی طرف ہوتی ہے۔ اور اُسی پر نظریں پڑتی ہیں۔ کیونکہ انسان طبعاً روشنی ہی کا خواہاں اور دلدادہ ہے کبھی کبھی انسان جو ظلمت پسند کرتا ہے تو وہ عمل اُس کا محض کسی فریب دہ صورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور محض کسی فریب دہ صورت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور محض عارضی نہ کہ حقیقتہً اور مستقل اسی اصول پر قرآن کی تمدنی رنگ میں یہ تعلیم ہے۔ کہ ہمیشہ دوسرے انسان کی اچھائیوں اور نیکیوں پر توجہ اور نظر ہونی چاہئے۔ جب ایک انسان میں کچھ نیکیاں اور ساتھ ہی کچھ بدیاں بھی پائی تو ہمارا فرض ہے کہ ہم سب اول نیکیوں کا جایزہ لیں اور ان چند نیکیوں کے ہوتے بعض بدیوں کا خیال کرکے اُس شخص سے نفرت نہ کریں بلکہ اس اصول پر عمل کریں کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ میرے رائے میں تمدنی اغراض اور سوشل مصالح کے واسطے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسکا یہی مفہوم ہے۔ کہ جب ایک انسان کی ذات میں چند نیکیاں پائی جائیں تو اسکی بدیاں نظر انداز ہونے یا کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ انہیں جائز یا درست مانا جائے بلکہ یہ کہ انہیں بمساں مان کر

اسی وجہ بالمقابل نیکیوں کے انکی بدیوں کے ایسی انسان کی معاندانہ مذہب نہ کیجائے اور اُسے دائرہ انسانیت سے نہ نکالدیا جائے۔ اور سب سے اول اسکی نیکیوں کی قدر کی جائے تا کہ اسے خود بخود ہی بدیوں کے دور کرنیکا خیال پیدا ہو۔

یہ دستور ایک تکلیف دہ دستور ہے کہ بعض وقت لوگ ایک شخص کی نیکیوں کو الگ رکھکر صرف اسکی کمزوریوں اور بدیوں کے ہی محاسب ہوتے ہیں۔ ایک شخص سخی دراستگو وفادار ہے لیکن بدقسمتی سے ساتھ ہی فضول خرچ بھی ہے۔ لوگ اسکی نیکیوں کو بالائے طاق رکھکر اسکی فضول خرچی کا نوٹس لیتے ہیں اور انکی سخاوت راستگوئی۔ وفاداری جیسی اعلےٰ خصلتیں سب کی سب فراموش کردی جاتی ہیں۔ ایک شخص متدین اور انصاف میں کامل ہے۔ لیکن بدقسمتی سے شرابخوار بھی ہے۔ بعض وقت شرابخواری کی وجہ سے اس کا تدین اور انصاف پسندی معرض خطر میں آجاتی ہے۔ اور لوگ اسکی قدر نہیں کرتے یہ وہ اصول اختیار کیا جاتا ہے۔ جو اس اصول کے صریح خلاف ہے کہ

"وہ نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہیں"

لازم تو یہ تھا کہ ہم نیکیوں کے ہوتے ان عیوب کی پردہ پوشی کرتے۔ اور نیکی کرنے کے واسطے اپنی صداقت پسندی اور قرار واقعی انتخاب سے اوس شخص کا اور بھی حوصلہ بڑھاتے اس تکلیف دہ اصول کی پابندی سے لوگ روشنی سے مونہہ موڑکر ظلمت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ روشنی کی قیمت اور وسعت کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ظلمتیں گنتی میں آتی جاتی ہیں۔ لازم یہ تھا کہ ہم روشنی سے فائدہ اٹھاتے اور ظلمت سے مونہہ موڑتے۔ جب روشنی اور نیکی کی فی الواقع قیمت زیادہ ہے اور ظلمت اور بدی کی بہت کم۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان سب سے اول کسی دوسرے انسان کی برائیوں اور کمزوریوں پر ہی نظر کرے اور انہی کا جائزہ لے بیشک اخلاقی رنگ میں کمزوریوں اور بدیوں کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے لیکن نہ اس نہج سے کہ نیکیوں کو فراموش اور نظر انداز ہی کردیا جائے سب سے اول نیکیوں کی عزت کرو اور اس کے بعد اخلاقی رنگ میں بنظر اصلاح بدیوں پر نوٹس لیا جائے۔

اگر واقعی ایک دوسرے شخص کی ذات میں چند نیکیاں پائی جاتی ہیں اور وہ نیکیاں تمدنی رنگ میں مفید ہیں۔ تو اسکی بعض برائیاں اس قابل ہیں کہ انہیں اُن چند نیکیوں کی وجہ سے نظرانداز کیا جائے یہ مطلب نہیں کہ اُن بدیوں کو نیکیاں سمجھا جائے بلکہ یہ کہ نیکیوں کو اُن کا معاوضہ سمجھا جائے۔

یہ بڑا نقص ہے کہ سب سے اول لوگ بدیوں کی تلاش اور چھان بین کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کی ذات میں کوئی برائی پاتے ہیں۔ تو اُس کی ساری خوبیوں اور نیکیوں کا بیرحمی سے خون کردیتے ہیں۔ جب کبھی اس کی بابت تذکرہ ہوتا ہے۔ تو اس کی برائیاں اور کمزوریاں ہی گنوائی جاتی ہیں۔ خوبیوں کا نام ہی نہیں لیتے جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بدیاں نیکیوں کو دور کردیتی ہیں۔ حالانکہ قرآنی فلسفہ کے یہ بات خلاف ہے۔ قرآنی فلسفہ ہمیشہ نیکی اور اچھائی کی قیمت اور وسعت زیادہ رکھتا ہے۔ اور برائی کی کم۔ ایک پرانی ضرب المثل ہے

"وہ رنبہ ستر آخر"

یہ نیکی اور نیکی کے واسطے ہی قیاس کیا گیا ہے بدی کے واسطے نہیں ہے۔

مسلمانوں میں اس قرآنی فلسفہ پر عمل نہ ہونے ہی کی وجہ سے کفر اور ارتداد کے فتووں کا موجودہ زمانہ میں روز بروز زور بڑھتا جاتا ہے جن پر کفر کا فتوےٰ دیا جاتا ہے۔ ان کی خوبیوں نیکیوں اور نیکیوں کو تو بھلا دیا جاتا ہے لیکن اُن کی بعض اضطراری یا قریب وہ غلطیاں شمار میں لائی جاتی ہیں۔ اور یہی نقص مسلمانوں کی موجودہ دنیا میں بھی پایا جاتا ہے مسلمانوں میں بجائے حلم، رنگ کے خواہ مخواہ کی نکتہ چینی کی گرم بازاری ہے ایک دوسرے سے خلوص نفرت اور محبت و حسن ظن گم۔ یہ کس غلطی کا اثر اور نتیجہ ہے اُسی کا کہ مسلمانوں نے ایک اخلاقی اور قرآنی فلسفہ سے انحراف کیا اور اس مفہوم عالیہ سے دل بدل (زنداد)

دور ہوتے گئے۔ ظن المومنین خیرا کے دلیں گناہ ز نیسی اور شہد بدی ذخیرہ ہوگیا۔ خوشحالی و نیکیوں چاہ اور بیاباں ہالا کسرے باغباں کی دیکھنا بدقسمتی ہے گل کے بدلے خار آیا ہاتھ میں

سلطان احمد۔ جالندھر پنجاب (رئیس)